Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

لوک ادب میں پنجاب کی سیاسی تحریکیں

POLITICAL MOVEMENTS OF PUNJAB IN FOLK LITERATURE

***Dr. Iftikhar Ahmad Sulehri, **Wasif Latif**

ABSTRACT

Folk literature represents the lives of the people living in any region. It covers all aspects of life. Folk literature contains the history, misery and oppression of every age. The relationship between folk literature and history is very deep. Many political and social movements arose in Punjab in the late nineteenth century. Some of them were Hindu, Sikh and Muslim Movements. When the feeling of deprivation among the Muslims became extreme, they formed an organization called the Muslim league in 1906 to fight for their rights. In the movements that started in Punjab during this period, some Hindu fanatical religious organizations were born in Punjab and some outside the Punjab. But they did have an impact on the political and social life of Punjab. These include Rashtriya Sewak Sangh, Hindu Mahasabha, Shuddhi Movement, Bhartiband Movement, Ghadar Party Movement, Khilafat Movement, Khaksar Movement, Hurriyat Kashmir Movement, Ghazi Ilam Din Shaheed etc. But this article sheds light on political movements of Punjab through folk literature.

Keywords: *Political movements, Punjab, Folk literature, Hindu, Sikh, Muslim, Muslim league, 1906.*

لوک ادب کسی بھی خطے میں رہنے والے لوگوں کی بودوباش کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کو دیکھا جاسکتا ہے۔ لوک ادب نے اپنے اندر ہر عہد کی تاریخ، جبر، کرب اور ظلم وستم کو سمویا ہوا ہے۔ لوک ادب اور تاریخ کا رشتہ بہت گہرا ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں پنجاب میں بہت سی سیاسی اور سماجی تحریکوں نے جنم لیا۔ ان میں سے کچھ ہندو، کچھ سکھ اور کچھ مسلمان تحریکیں تھیں۔ مسلمانوں میں جب احساس محرومی حد سے بڑھ گیا تو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے اُنھوں نے مسلم لیگ کے نام سے 1906ء میں ایک تنظیم بنائی۔ اسی دوران پنجاب میں جو تحریکیں شروع ہوئیں ان میں کچھ ہندو متعصب مذہبی تنظیموں نے پنجاب اور کچھ نے پنجاب سے باہر جنم لیا مگر پنجاب کی سیاسی اور سماجی زندگی پر اُن کے اثرات ضرور پڑے۔ ان میں ”راشٹریہ سیوک سنگھ“، ”ہندو مہاسبھا“، ”شدھی تحریک“، ”بھرتی بند تحریک“، ”غدر پارٹی“، ”بھگت سنگھ تحریک“، ”ریشمی رومال تحریک“، ”تحریک خلافت“، ”خاکسار تحریک“، ”حریت کشمیر تحریک“ اور ”غازی علم الدین شہید“ وغیرہ تحریکیں شامل تھیں۔ لیکن اس مقالے میں لوک ادب کے ذریعے پنجاب کی سیاسی تحریکوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

*Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore

**Lecturer, Department of Punjabi, GC University, Lahore

پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں پنجاب سے سب سے زیادہ جوان فوج میں بھرتی کر کے لڑائی کے لیے بھجوائے گئے۔ پہلی جنگ عظیم 1914ء کو شروع ہوئی۔ جب اس جنگ کے شعلے یورپ میں بھڑکنا شروع ہوئے تو پنجاب کے نوجوانوں کو جنگ کی بھٹی میں جھونکنے کے لیے انگریزوں نے مقامی جاگیرداروں سے مل کر پنجاب کے مختلف دیہاتوں سے بھرتیاں کیں اور یوں ردعمل کے طور پر پنجاب میں بھرتی بند تحریک کا آغاز ہوا۔ اُس وقت محرم لک نام کا بہادر نوجوان جو گاؤں چاہ بہمن اسلام آباد احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کا رہائشی تھا، وہ جبری بھرتی سے بہت پریشان تھا۔ اس لیے اس نے جبری بھرتی کے خلاف منصوبے بنانے شروع کر دیے۔ بلال زبیری کے مطابق:

> "محرم مالک نے فوجی بھرتی کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ جس کنویں یا چوپال پر جاتا انگریزوں کے خلاف باتیں کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کا نام جرمن رکھ دیا اور محرم خان خود بھی اس نام کو پسند کرتا تھا۔ احمد پور کے ہندوؤں نے اس کی تحصیل دار سے شکایت کر دی۔ پولیس نے محرم خان کو گرفتار کر لیا۔ کسی مسلمان زمیندار کو حوصلہ نہ ہوا کہ وہ ضمانت دے کر اس کو رہا کرا لیتا۔ دو ماہ کے بعد مخدوم نذر حسین قریشی رئیس حسو بلیل کی سفارش پر رہا ہوا۔" (1)

محرم لک نے جیل سے رہا ہونے کے بعد ہندوؤں اور انگریز کے خلاف آواز اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ احمد پور کے ایک کسان نے ایک زمیندار سے دو سو روپے قرض لیے اور قرض لینے کے کچھ عرصے بعد فوت ہو گیا۔ زمیندار اس قرض کی واپسی کی آڑ میں غریب بیوہ کو تنگ کرتا تھا۔ بیوہ نے اس کی شکایت محرم لک سے کی۔ بلال زبیری اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

> "احمد پور کے ایک کسان ولی داد نے ساہوکار سے دو سو روپے سود پر قرض لیے۔ قرضہ لینے کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اس کی جوان بیوہ پر اس ساہوکار کی نظر میلی ہو گئی۔ وہ آتے جاتے اس بیوہ کو تنگ کرتا اور قرض واپسی کا تقاضا کرتا۔ مگر وہ بیوہ ایک ہی جواب دیتی کہ وہ فوری طور پر رقم ادا نہیں کر سکتی۔ میری گائے قرض کے عوض لے سکتے ہو۔ ہندو نے ایک دن کہا کہ مجھے چارہ کھانے والی گائے کی ضرورت نہیں بلکہ گندم کھانے والی گائے کی ضرورت ہے جو دو ٹانگوں پر چلتی ہے۔ بیوہ نے بات سمجھ لی اور الٹے قدموں محرم لک کو اس وقعہ سے آگاہ کیا۔ محرم نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور حکم دیا کہ احمد پور سے لے کر واصو آستانہ تک دریا کے کناروں کی ہندو آبادی کو تہس نہس کر دیا جائے۔" (2)

لوک ادب میں اس واقعہ کی وضاحت ایک ڈھولا کے ذریعے یوں ہوتی ہے:

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

نارد اُچا پڑھیے حق او

پیا کال کنک پڑوپیاں ہوئی اے ست سو

جٹی گئی کول کھتری دے آکھے! کھتریا مینوں روپے دی دے کنک او

کھتری آہدا! اگلا حساب مکاؤچا، تے اگانہہ چا کر وبس او

جٹی آہدی روکڑے لبھدے نہیں او کھتریا!

گاں، مجھ تروکڑ موہر وچوں چالے نپ او

کھتری آہدا! ان کھو کے دیندے نہیں

تے گاں کھوکیاں دربا ہلا کریندے او جٹ او

جٹی نوں لگی اے گولی تے کوئی کلا گئی ہے کر کے پھٹ او

اوہ بھجدی جاندی ہے تے پچھدی جاندی ہے محرم لک او

محرم لک بھائیا! پہلے چا منا مچھاں، مڑ کٹواسٹ نک او

کھتری پیامنگدا ہے دھیاں، تے اوہناں نوں دیونپ او

محرم لک پچھلے پہر دی کھیڈ بنائی ہے

اتے کیتا سوں کل اکٹھا او

محرم نے ماریا لیکا حدیث دا

آہدا ہے! جیہڑے پیودے ہو اگانہہ آؤ ٹپ او

اج سربر کھتریاں نوں لٹنا ہے تے لگن نہیں دینا فلک تے جھٹ او (3)

اسی طرح رائے احمد کھرل کے پوتے رائے جگدے خان نے خود بھی بھرتی دینے سے انکار کیا اور لوگوں کو بھی اس سے روکا۔ جب انگریز سرکار کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے رائے جگدے خاں سے جواب طلبی کی۔ اس کا ذکر نابر کہانی میں یوں ملتا ہے:

"انگریز آکھیا،"جگدے خان! بھرتی خود بھی نہیں دیتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہو۔" اوس اپلے جگدے خان آکھیا،"میں تاں کسے نوں وی نہیں روکیا۔" خیر اوہ بہہ رہن۔ انگریز،"جے توں نہیں نا روکیا تے مڑ مینوں آپ دے۔ اپنا پتریاں بھتریا۔" پتر اوہناں دے چھوٹے چھوٹے ہان، پک بھتریا لوہندیاں سکدیاں دا تے اوہ وی ماں تے پیو تے کو، اوہناں آکھیا،"میرے بال تاں نکے نکے ہین۔ میں

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تاں دے نہیں سکدا۔" ڈھڈ وچ ایہا ہانیں کہ میں بھرتی دینی ای نہیں۔ انگریز زور دیوے: بندے دے
۔ اوہ آکھن، "میرے کول ہین ای نہیں۔" اخیر کر دیاں کر دیاں انگریز کاوڑ وچ آ گیا۔ اوس آکھیا،
"میں کھرل قوم داناں نشان مٹادیساں۔" رائے جگدے خان وی غصے وچ آ گئے۔ "صاحب! جے اللہ
نے نہیں نا مٹانا تاں تو کون ہوندا ہیں ناں مٹاون آلا۔" او تھوں بھری کچہری چوں ہکلے چڑھدے
گھوڑے تے گھر آ گئے۔" (4)

اور بھی کئی جگہوں پر نوجوانوں نے بھرتی ہونے سے انکار کیا اور اپنی زمینوں کی طرف چلے گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت لوگوں میں باہر جانے کا تصور نیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں بہت سے تحفظات تھے اس لیے لوگ خوشی سے جنگ پر نہیں گئے بلکہ انہیں زبردستی بھرتی کر کے جنگ کے لیے بھیجا گیا۔ جو لوگ انکار کرتے انہیں عبرت ناک سزائیں دی جاتیں۔ عبداللہ ملک اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جب عوام بخوشی بھرتی ہونے سے انکار کرتے تھے تو ں گاؤں کے تمام باشندوں کو گھروں سے باہر
کھڑا کر کے مردوں کو عورتوں کے سامنے برہنہ کر دیا جاتا تھا۔ جس کنبے میں تین یا چار بھائی تھے ان میں
سے زبردستی دو بھائیوں کو بھرتی کر لیا جاتا تھا۔ بیویوں کو خاوندوں سے جدا کر کے دور کسی اور مقام پر
بھیج دیا جاتا تھا اور جب تک ان کے خاوند خود بھرتی ہونے یا اپنے عزیزوں کو بھرتی کرانے پر رضامند
نہیں ہو جاتے تھے عورتوں کو واپس گھر جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی۔" (5)

یہی وجہ تھی کہ ان کے گھر والوں کے دلوں میں ان کی دوری کے احساسات شدید تھے۔ اس وقت کے لوک گیتوں میں جہاں ہجر اور فراق کا دکھ موجود تھا وہیں انگریزوں کے خلاف نفرت بھی موجود ہے۔ جس کے ساتھ دل کا رشتہ ہو اور ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائی ہوں وہ جب پردیس چلا جائے تو اس کی جدائی میں محبوبہ اپنے عاشق کے ہجر و فراق میں اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتی ہے:

کلی ناں ٹو کریاں
جیہندے نال نیو نہہ لایا، ان ٹر گئے نوکریاں (6)

جنگ پر جانے والے جیون ساتھیوں کی جدائی میں پریشان ہو کر ان کی سہاگنیں اپنی ساسوں کو لوک گیتوں میں طعنے دیتی بھی نظر آتی ہیں:

گل میرے گانی، میری بھری جوانی
سسے پت پردیس نوں ٹوریا ای
ہل واہندے چنگے، تے نوکر مندے
سسے پت پردیس نوں ٹوریا ای (7)

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

لوک گیتوں کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے ماہیے ہمیں جنگ عظیم کے بارے میں ملتے ہیں کہ کس طرح ماؤں سے ان کے بچے چھین کر آگ کی بھٹی میں ڈالے گئے تو اس وقت ان کے جذبات کیا تھے:

کندھاں وچ آلے نی

جرمن ہوش کریں، ماواں نکے نکے پالے نی (8)

جنگ پر گئے ہوئے جوانوں کو جب انگریز چھٹی نہیں دیتا تو ان کی گھر والیاں ہمسفر کی جدائی میں اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کرتی نظر آتی ہیں:

ساڈا صبر فرنگیے نوں مارے

نہ دیندا چھٹیاں، نہ طلباں تارے (9)

کبھی اس طرح بھی ہوتا تھا کہ جنگ پر گئے بیٹے کی موت کی اطلاع آجاتی تھی۔ یہ خبر سن کر ماؤں کی جو حالت ہوتی، اس کے بارے میں ایک لوک گیت پیش خدمت ہے:

گڈی سرکاری پلاں توں لکھنی آچھم کر کے

کوئی سڑکاں اتے ٹوئے

ماواں نے بچڑے بھرے موئے (10)

پھر جب تحریک خلافت چلی تو پنجاب باسیوں نے اس میں بھر چڑھ کر حصہ لیا۔ یونانیوں نے سمرنا کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ پنجاب کے مسلمانوں نے غازی مصطفی کمال پاشا کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس کی وضاحت ایک لوک گیت میں اس طرح ہوتی ہے:

غازی مصطفی پاشا کمال وے، تیریاں دور بلائیاں

روندے سمرناں دے بال وے، تیریاں دور بلائیاں

ڈالیوں ڈھے پئے کچے گچھے، بات غریباں دی کوئی نہ پچھے

آکے آپ سنبھال وے، اجڑی نگری دیا سائیاں (11)

خلافت اور مقدس مقامات کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لیے برطانیہ بھیجنے کے لیے سید سلیمان ندوی، سید حسین اور مولانا محمد علی جوہر پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیا گیا۔ اٹھارہ ہندو مسلم لیڈروں پر مشتمل ایک وفد نے ڈاکٹر انصاری کی زیر صدارت 19 جنوری 1920ء کو وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ سے ملاقات کی اور خلافت و مقامات مقدسہ سے متعلق مسلمانوں کا نقطہ نظر پیش کیا۔ پروفیسر محمد اسلم کے مطابق:

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"اس وفد نے 19 جنوری 1920ء کو لندن میں برطانوی حکام سے مل کر انہیں مسئلہ خلافت کے مختلف
پہلوؤں سے آگاہ کیا۔ وفد نے برطانوی حکام کو بتایا کہ انہیں مسلمانوں کے جذبات کا صحیح علم نہیں
ہے۔ اس خلیفہ اور خلافت پر ہاتھ نہ ڈالا جائے اور سلطنت عثمانیہ کی حیثیت تبدیل نہ کی جائے۔" (12)

وزیر امور ہند کے نمائندے فشر نے وفد سے ملاقات کے دوران جنگِ عظیم اول میں مسلمانوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے ساتھ تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ اس نے وفد کو بتایا کہ وزیر اعظم ان دنوں بہت مصروف ہیں اس لیے وہ آپ سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ وزیر امور ہند مانٹیگو کے نمائندے فشر کے مایوس کن جواب کے بعد اگلے لائحہ پر غور کرنے کے لئے خلافت کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ گاندھی نے سیاسی مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حمایت کا یقین دلایا اور مطالبات منوانے کے لیے احتجاج اور عدم تعاون کو موزوں قرار دیا۔ اسی طرح ہندوستانیوں نے ولائتی مال کا بائیکاٹ کر دیا۔ تحریک خلافت کے عروج پر مسلمان رہنماؤں کی گرفتاری کی وجہ سے گاندھی کی مقبولیت میں اضافہ ہو گیا۔ انگریز سرکار نے کئی رہنماؤں پر پنجاب میں داخلے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ گاندھی جب پنجاب میں داخل ہونے لگا تو اسے گرفتار کر کے واپس بمبئی بھیج دیا گیا۔ اس واقعہ کے بارے میں ہمیں اس بولی سے پتا چلتا ہے:

آپ گاندھی قید ہو گیا، سانوں دے گیا کھدر دا بانا (13)

ایک اور بولی میں اسی واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

ہن گیت وطن دے گاواں گے، اسیں کھدر آپ ہنڈاواں گے (14)

امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں 13 اپریل 1919ء کو ہندو، مسلم اور سکھ تین قوموں نے مل کر ایک جلسہ کیا۔ اس جلسے میں حاضرین کی تعداد 25 ہزار سے زائد تھی۔ اس جلسے میں رولٹ ایکٹ جیسے ظالمانہ قانون کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ عوامی جلسہ ممنوع قرار دیے جانے کے باوجود اس کے انعقاد پر جنرل ڈائر سخت غصے میں آ گیا اور موقع پر پہنچ کر گلی کو روک کر کھڑا ہو گیا۔ وہیں مشین گن نصب کر لی۔ اس کی فوج نے چاروں طرف سے ہجوم کو گھیرے میں لے لیا۔ فضا میں ہوائی جہاز منڈلانے لگے۔ اس کے ساتھ پچاس گورکھے اور سو ہندوستانی سپاہی تھے۔ مجمع کو سنبھلنے اور شرکاء کے منتشر ہونے سے پہلے ہی جنرل ڈائر کے حکم پر فوج نے فائر کھول دیا۔ آخری راؤنڈ کے ختم ہونے تک مسلسل فائرنگ ہوتی رہی۔ نہتے انسانوں پر 1650 راؤنڈ دس منٹوں میں فائر کیے گئے۔ خوف اور دہشت دیدنی تھا۔ ایک سرکاری اندازے کے مطابق 397 افراد قتل اور 1200 زخمی ہوئے جبکہ غیر سرکاری اندازے کے مطابق 541 جان کی بازی ہار گئے۔ فائرنگ کے بعد رات آٹھ بجے کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ اس لیے زخمیوں کی امداد کو کوئی نہ پہنچ سکا اور جنرل ڈائر نے اس کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سانحے سے پورے ملک میں غم و غصہ اور نفرت کی شدید لہر دوڑ گئی۔ پنجاب کے گورنر نے جنرل ڈائر کے اس اقدام کی بہت تعریف کی۔ صوبے بھر میں باغیوں کو گرفتار کیا گیا۔ انہیں کوڑوں کی سزائیں دی گئیں۔ 74 افراد کو سزائے موت اور 61 کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ احمد سلیم لکھتے ہیں:

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"ہزاروں لوگوں نے تنگ راستوں سے باہر نکلنے کی بجائے دیواریں پھلانگنی شروع کیں جو بعض جگھوں پر پانچ فٹ اور بعض جگھوں پر سات سے دس فٹ اونچی تھیں۔ کوئی جگہ حاصل کرنے کے لیے وہ پاگلوں کی طرح اس پر چڑھ رہے تھے کچھ لوگ جو اوپر پہنچنے کے قریب ہوتے تھے پیچھے سے چڑھنے والے ان کو کھینچ کر گرا دیتے اور خود چڑھنے کی کوشش کرتے۔ زیادہ پھرتیلے تو چڑھنے میں کامیاب ہو گئے لیکن بہت سے وہیں کٹ کر گر گئے اور کچھ اس وقت گولیوں کا نشانہ بن گئے جب وہ اوپر بیٹھے دوسری طرف چھلانگ لگانے کا سوچ رہے تھے۔ 20 ہزار لوگ گولیوں کی بارش میں گھِر گئے اور ان میں سے ہر ایک اس خاموش جلسہ گاہ سے باہر بھاگ نکلنے کی کوشش کر رہا تھا جو اب چیختا ہوا دوزخ بن چکی تھی۔"(15)

گولیاں ختم ہو گئیں تو مجبوراً جنرل ڈائر نے فائرنگ بند کر دی نہیں تو جانے اور کیا کچھ ہو تا۔ لوک بولی میں اس دردناک واقعہ کا بیان کچھ اس طرح ہے:

رنڈا پنجاب کیتا فرنگیئے دی چال نیں، باگے دا بوہا کوئی نہ (16)

ایک اور جگہ اس واقعہ کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

بارہیں برسیں کھٹن گیا تے کھٹ کے لیاندا چھلا
امرتسر دیاں گلیاں وچ پنجابیاں دا لہوڑھا (17)

ایک اور تحریک بھگت سنگھ سے منسلک ہے۔ وہ آزادی کا متوالا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک پارٹی "نوجوان بھارت سبھا" قائم کی۔ مہر کاچیلوی اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"بھگت سنگھ دی نویں پارٹی دا نصب العین سوشلزم سی۔ اوہ انگریزاں نوں ملک وچوں کڈھ کے محنت کرن والیاں دا پنچائتی راج قائم کرنا چاہندا سی تاں جے ظلم کرن والیاں طبقیاں دی لٹ مار مک جاوے۔ ایسے جدوجہد وچ بھگت سنگھ ہتھیار تے پیسے اکٹھے کر کے کارکناں نوں ہتھیاراں دی تربیت دے رہیا سی کہ کجھ دناں مگروں مرکزی اسمبلی وچ مزدور سبھاواں دے خلاف اک بل پاس ہوون دی خبر ملی۔ بھگت سنگھ تے پریم دت اسمبلی وچ اپڑے۔ بمب ماریا تے اوہ پاٹیا وی۔" (18)

ایک لوک گیت میں بھگت سنگھ کی بہادری ایس طرح بیان کی گئی اے:

بارہیں برسی کھٹن گیا تے کھٹ کے لیایا مایا
بھگت سنگھ سورمے نے سیمبلی وچ بمب چلایا (19)

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ایک اور جگہ لوک بولی میں بھگت سنگھ کی بہادری یوں بیان ہوئی ہے:

وارے جایئے بھگت سنگھ دے، جیہنے اسمبلی وچ بمب چلایا (20)

انگریز افسر سانڈرس اور اسکاٹ کے قتل کی منصوبہ بندی کے الزام میں بھگت سنگھ اوراس کے انقلابی ساتھیوں کو پھانسی دے دی گئی:

مہر کاچیلوی لکھتے ہیں:

"آخر بھگت سنگھ تے اوہدے ساتھیاں راج گرو تے سکھ دیونوں سنٹرل جیل لہور وچ ۱۳ اپریل ۱۹۳۱ء

نوں پھاہے لادتا گیا۔" (21)

بھگت سنگھ کو پھانسی دینے پر لوگوں نے انگریز کو برا بھلا کہا اور اپنے دل کی بھڑاس اس طرح نکالی:

تیرا راج نہ فرنگیا رہنا، توں بھگت سنگھ کوہ سٹیا (22)

بھگت سنگھ نے دھرتی کی خاطر اپنی جان قربان کر دی مگر لوک ادب میں وہ آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

علم الدین جن دنوں کوہاٹ میں رہتا تھا۔ انہی دنوں اسلام دشمن طاقتوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو آپس میں لڑوانے کا منصوبہ بنایا اور حضرت محمد ﷺ کی شان کے خلاف ایک کتاب لکھوائی جسے لاہور کے ایک بدبخت ناشر راجپال نے شائع کیا۔مارچ 1929ء میں علم الدین اپنی بھتیجی کو دیکھنے لاہور آیا۔ اُسے راجپال کی اس گستاخانہ حرکت کے بارے میں پتا چلا تو اس کا خون کھول اٹھا۔ اس کی غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا اور ایک تیز دھار خنجر لے کر نکلا اور ایک ہی وار میں راج پال کام تمام کر دیا۔ راج پال کو قتل کرنے کے جرم میں علم الدین کو قید ہوگئی۔ وکیلوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ایک بار کہہ دیں کہ میں نے راجپال کو قتل نہیں کیا تو پھر ہم اسے بچالیں گے۔ لیکن علم الدین نے انکار کر دیا اور انہیں پھانسی کی سزا سنادی گئی۔ ان کی بہادری کا ذکر ایک لوک گیت میں یوں ملتا ہے:

بارہیں برسیں کھٹن گیا تے کھٹ کے لیاندا وان

لکھاں لوکی کلمہ پڑھدے، غازی علم جوان

بارہیں برسیں کھٹن گیا تے کھٹ کے لیاندا ٹینڈا

علم دین بجا چھڈیا راج پال دا بینڈا (23)

مسجد شہید گنج کا واقعہ 1935ء میں پیش آیا۔ یہ مسجد ریلوے سٹیشن لاہور سے دہلی دروازے کی طرف جاتے ہوئے پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کے نزدیک واقع ہے۔ یہ مسجد مغلیہ عہد حکومت میں شہزادہ دارا شکوہ کے خانساماں عبداللہ خاں نے جو بعد میں کوتوال شہر بھی رہا تعمیر کروائی تھی۔ مغلیہ عہد میں جب سکھوں نے امن عامہ کو ابتر کرنا شروع کر دیا تو امین الدولہ نے سکھوں کے خلاف کاروائیاں شروع کر دیں۔ اس مسجد کے قریب سکھوں کو سزائیں دی جاتی تھیں اور بعض کو موت کے گھاٹ بھی اتارا گیا تھا۔ انہی دنوں سکھوں کا ایک رہنما تارا سنگھ پکڑا گیا اور کوتوالی میں ہلاک ہوا۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس مقتول رہنما کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے سکھوں نے مسجد شہید گنج کے نزدیک اس کی سمادھی بنا ڈالی اور اس جگہ کا نام شہید گنج رکھ دیا۔ چنانچہ جون 1935ء میں جب سکھ گروہوں کی شکل میں لاہور آنے لگے تو اچانک یہ افواہ پھیل گئی کہ وہ مسجد کو گرانا چاہتے ہیں۔اس لیے جب سکھوں نے مسجد کو گرانا شروع کیا تو اس پر دونوں قوموں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ جس وجہ سے انگریز فوج آئی جنھوں نے جذبہ جہاد سے سرشار مسلمانوں پر گولیاں چلا دیں۔اس واقعہ کی وضاحت لوک بولیوں میں یوں ملتی ہے:

مُسلے روندے نیں جمن والیاں نوں تے سکھاں نے مسیت مل لئی

سکھ مویا مسیت دی کندھ توں اللہ والیاں دی خیر ہووے (24)

1937ء کے انتخابات کے نتیجے میں یونینسٹ پارٹی کو اکثریت ملی اور سکندر حیات خان پنجاب کے وزیر اعلیٰ بنے۔انہوں نے وزارت کا قلم دان سنبھالتے ہی کسانوں کی زمینوں کا لگان بڑھا دیا جس وجہ سے وہ اس کے خلاف ہو گئے۔مارچ 1940ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا لاہور میں جلسہ ہوا جس میں علیحدہ ملک کا مطالبہ کیا گیا۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے قائداعظم کی قیادت میں پاکستان کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔ آخرکار پاکستان بننے کے دن قریب آ گئے اور مسلمانوں کا جوش اس وقت ویکھنے والا تھا:

اسیں پاکستان بنانا اے

ایتھوں کڈھنا بھیڑے گوریاں نوں، تے اپنا راج چلانا اے (25)

آخرکار مسلمانوں کی کوششوں اور بے شمار قربانیوں کی وجہ سے 14 اگست 1947ء کو پاکستان بن گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح ہمارے دیس کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ ان کے ساتھ عقیدت کا اظہار اس لوک گیت میں یوں ملتا ہے:

کالی لاری وچ محمد علی جناح بیٹھا، ماؤنا بچڑا پاکستان بنا بیٹھا (26)

مختصر یہ کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد بھگت سنگھ اور غازی علم الدین جیسے بہادروں نے جہاں آزادی کی تحریک کے لیے اپنی اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے وہیں پہلی جنگ عظیم کے دوران انگریز نے جبری بھرتی کے لیے جب پنجاب کے نوجوانوں کا انتخاب کیا تو ضلع جھنگ سے محر مالک اور جھامرہ کے رائے احمد خان کھرل کے پوتے رائے جگدے خان کھرل نے انگریز کے خلاف بغاوت کی اور بھرتی دینے سے انکار کر دیا۔اسی طرح آزادی کے متوالے بھگت سنگھ نے اسمبلی میں بم پھینکا اور سیفٹی بل کو منظور ہونے سے روکنے کی تدابیر کرتے رہے۔ آزادی کے متوالوں کو آخر ایک جھنڈے تلے جمع ہونے کا موقع ملا تو انہوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر آزادی کی تحریک شروع کی۔ کانگریس نے مسلم لیگ کی بہت مخالفت کی لیکن اس کے باوجود مسلم لیگ کو کامیابی ملی۔ مسلم لیگ کے رہنما قائداعظم محمد علی جناح کی کوششوں سے آخرکار 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حوالے

1۔ بلال زبیری، تاریخ جھنگ، جھنگ: جھنگ ادبی اکیڈمی، 1976ء، ص:359۔

2۔ بلال زبیری، تاریخ جھنگ، ص:360۔

3۔ ڈاکٹر فیاض حسین گھیانہ، ”گل بات“، عمر36 سال، اسسٹنٹ پروفیسر جی سی یو فیصل آباد، 21 مئی 2014ء۔

4۔ سعید بھٹا، نابر کہانی، لہور: سانجھ، 2010ء، ص:64،3 6۔

5۔ عبداللہ ملک، پنجاب کی سیاسی تحریکیں، ایڈیشن پنجم، لاہور: تخلیقات، 2003ء، ص:95۔

6۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، آپنا گراں ہووے، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، 2009ء، ص:74۔

7۔ رام سرن داس، این ایم خان، پنجاب دے لوک گیت لاہور: نیشنل کونسل آف میوزک، 1986ء، ص: 169۔

8۔ اسلم جدون، ماہیے، اسلام آباد: لوک ورثہ اشاعت گھر، 1987ء، ص:17۔

9۔ افضل پرویز، لوک گیتاں وچ پنجاب دا مہاندرا، سانجھ وچار، مرتبہ۔سعید بھٹا، لاہور: اے۔ایچ پبلشرز، 1997ء، ص:24۔

10۔ شاہین ملک، پروفیسر، لہندی شعری ریت، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، 1987ء، 34،33۔

11۔ افضل پرویز، ”تحریک آزادی وچ پنجابی زبان دا حصہ“، تماہی پنجابی ادب، جنوری۔مارچ، 1987ء، ص: 24،23۔

12۔ پروفیسر محمد اسلم، تحریک پاکستان، لاہور: ریاض برادرز، س ن، 192،191۔

13۔ کنول مشتاق، بولیاں، لاہور: ادارہ سورج مکھی، 1987ء، ص:15۔

14۔ اسد سلیم شیخ، ڈُلے دی بار، لاہور: فکشن ہاؤس 2015ء، ص:86۔

15۔ احمد سلیم، آزادی اور عوام، لاہور: گارشات، 1990ء، 87, 86۔

16۔ احسان اللہ طاہر، کنکاں نسرپئیاں، گوجرانوالا، فروغ ادب اکادمی، 1997ء، ص:99۔

17۔ احسان اللہ طاہر، کنکاں نسرپئیاں، ص:99۔

18۔ مہر کاچیلوی، پنجاب دے سورمے، لاہور: فیاض پریس، 1985ء، ص:57۔

19۔ احسان اللہ طاہر، کنکاں نسرپئیاں، ص:99۔

20۔ کنول مشتاق، بولیاں، ص:103۔

21۔ مہر کاچیلوی، پنجاب دے سورمے، ص:62،61۔

22۔ مہر کاچیلوی، پنجاب دے سورمے، ص:63۔

23۔ احسان اللہ طاہر، کنکاں نسرپئیاں، ص: 101۔

24۔ شفقت تنویر مرزا، تحریک آزادی تے پاکستان وچ پنجاب دا حصہ، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، 1993ء، 91۔

25۔ افتخار احمد سلہری، ڈاکٹر، ”لوک ادب راہیں آزادی دی تحریک وچ مسلم لیگ دا کردار“، پنجاب رنگ، شمارہ: 2، 2017ء، ص: 79۔

26۔ محمد عظیم بھٹی، ”تحریک آزادی وچ ماں بولی دا حصہ“، تماہی پنجابی ادب، 1988ء، ص: 35۔